عورتوں میں سر کے بالوں کی تراش خراش کا فیشن

تحریر و ترتیب : محمد منیر قمر سیالکوٹی (ترجمان سپریم کورٹ الخبر - سعودی عرب)

موجودہ زمانے میں روز بروز نت نئے فیشنوں کی ایجاد ہورہی ہے اور مسلم معاشرے میں وہ تیزی سے پھیل بھی رہے ہیں ۔انہیں فیشنوں میں سے ایک یہ بھی کہ آج کل خواتین کے سر کے بالوں کی تراش خراش کا فیشن بہت مقبول ہوتا جارہاہے ۔خواتین اور خصوصاً نوجوان لڑکیاں زیب و زینت اور خوبصورتی کے لئے اپنے سر کے اگلے حصے کے بال کانوں تک کٹواتی ہیں اور ترشواتی ہیں جبکہ پیچھے سے چوٹی بھی رہ جاتی ہے اور بعض خواتین تو چوٹی بھی کٹوا دیتی ہیں ۔اس طرح کے بال بنوانا اہل علم میں ایک اختلافی مسئلہ ہے۔بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض دیگر کے نزدیک یہ ناجائز ہے ۔

لہذا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کا ذرا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیا جائے۔اس کے لئے اس کے تین پہلو سامنے آتے ہیں :

- ☆ مردوں سے تشابہ کے لئے بال کٹوائے ترشوائے جائیں۔
- ☆ مغربی تہذیب اور غیر مسلم عورتوں کی نقالی میں ایسا ہو۔
- ☆ محض اپنے شوہر کے لئے زیب و زینت کے لئے اس فیشن کو اختیار کرلیا جائے ۔

پہلی شکل

یہ قطعاً ناجائز ہے کیونکہ متعدد احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے ۔چنانچہ صحیح بخاری - ابوداؤد اور مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے ۔جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں ۔حدیث کے الفاظ یہ ہیں ۔" لعن النبی ﷺ المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء...... الخ"(بخاری مع الفتح ۱۰/۳۳۲)

اور ایک دوسری حدیث میں تو یہاں تک ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور یہ بھی صحیح بخاری اور دیگر کتب میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں :" لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء و المتشبهات من النساء بالرجال"۔

ان احادیث کی رو سے ان عورتوں کا یہ فعل ناجائز ثابت ہوا جو کہ مردوں کی دیکھا دیکھی ایسا کرتی ہیں اور ان سے مشابہت پیدا کرنا چاہتی ہیں۔

دوسری شکل

اگر کوئی عورت مغربی تہذیب کی نقالی میں ایسا کرتی ہے اور محض فیشن پرستی کا نتیجہ بالوں کو کٹوانا یا ترشوانا ہو تو بھی یہ جائز نہیں ہوگا ۔کیونکہ ابوداؤد مسند احمد اور معانی الاثار طحاوی میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :"من تشبه بقوم فهو منهم" جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اسی میں سے ہو جاتا ہے ۔یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ غیر مسلم مغربی عورتوں کی دیکھا دیکھی بال کٹوانا بھی جائز نہیں ہے ۔

تیسری شکل

اب ایک تیسری شکل یہ رہ جاتی ہے کہ نہ تو کسی کی نقالی ہو اور نہ ہی کسی سے مشابہت مراد ہو بلکہ خالص تزئین اور اپنے شوہر کے لئے زیبائش مقصود ہو تو ایسی صورت میں بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ عورت اپنے بال کاٹ سکتی ہے اور بعض اس کے بھی خلاف ہیں :

☆ اس سلسلہ میں ایک تو علامہ محمد ناصر الدین البانی کا اسم گرامی ہے جو کہ دور حاضر کے معروف محدث ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب " حجاب المرأۃ المسلمۃ " میں لکھا ہے کہ بال کٹانے سے اگر غیر مسلموں سے مشابہت مقصود ہو تو حدیث "من تشبه بقوم ......" کی روسے ناجائز ہے ورنہ جائز !

☆**جائزہ** حضرت علامہ نے جلالت قدر کے باوجود کوئی نئی دلیل ذکر نہیں کی بلکہ صرف صحیح مسلم میں مذکور ازواج مطہرات کے فعل کو بنیاد بنایا ہے جبکہ اس حدیث سے استدلال بھی کئی وجوہات کی بنیاد پر صحیح نہیں ہے جس کی قدرے تفصیل ہم آگے چل کر ذکر کرتے ہیں ۔

☆ علامہ البانی کی پیروی کرتے ہوئے ہی محمود مھدی استنبولی نے اپنی کتاب " تحفة العروس " کے حاشیہ میں ایک جگہ (ص ۱۴۲ مترجم اردو) لکھا ہے کہ جو عورتیں مردوں کی دیکھا دیکھی اپنے بالوں کو چھوٹا کرواتی ہیں مذکورہ بالا روایت میں من تشبہ بقوم کی رو سے ان کے اس عمل کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور اگر مردوں کی مشابہت مقصود نہیں تب یہ عمل حرام نہ ہوگا ۔

☆**جائزہ** موصوف نے غیر مسلموں سے مشابہت کے ساتھ مردوں سے مشابہت ذکر کی ہے جبکہ علامہ البانی نے صرف غیر مسلموں کی مشابہت کا ذکر کیا ہے اور بات بہر حال دونوں ہی صورتوں میں برابر ہے بلکہ غیر مسلموں سے

مشابہت زیادہ سختی سے منع ہے اور دلیل ان کی بھی وہی ہے جو کہ علامہ البانی نے ذکر کی ہے۔ جس سے استدلال صحیح ہے۔

☆ معروف صحافی مولانا کوثر نیازی نے اپنی کتاب "مسلم خاندان اور جدید عصری تقاضے" میں مسلم خواتین اور بعض جدید فیشن کے تحت لکھا ہے کہ مسلم فقہا جدید زمانے میں عورتوں کی طرف سے اختیار کئے گئے بعض فیشنوں کے متعلق عام طور پر اختلاف رکھتے ہیں مثلاً بالوں کو تراشنا اور ناخنوں کو رنگنا وغیرہ ایسے متنازعہ امور ہیں جن کے متعلق کوئی متفقہ فیصلہ نہیں۔ آگے عورتوں کی گیسو تراشی کے متعلق کتب فقہ حنفیہ میں سے در مختار (۵/ ۲۸۸) اور اس کی شرح وحاشیہ ابن عابدین المعروف فتاوی شامی اور المحلی ابن حزم کے اقتباسات نقل کئے ہیں جن کی رو سے عورتوں کا بال ترشوانا گناہ ہے جس کے لئے وہ لعنت کی سزا وار ہیں اور اس کا مؤثر ترین سبب مرد سے مشابہت کو قرار دیا گیا ہے اور آگے چل کر نیازی صاحب نے بھی صحیح مسلم والی مذکور حدیث کے حوالہ سے عورت کے بال ترشوانے کی اجازت کا ذکر کیا ہے۔

☆ **جائزہ** : موصوف کا استدلال بھی اسی حدیث سے ہے جس سے پہلے ذکر کردہ علماء نے استدلال کیا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔

☆ مولانا کوثر نیازی نے ہی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ بہت عرصہ پہلے "زمیندار" لاہور کی اشاعت رائے فروری ۱۹۶۹ میں ایک نامہ نگار نے یہی سوال اٹھایا تھا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ دہلی میں بعض علماء نے فتوی دیا ہے جس میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ عورتوں کے لئے بال ترشوانا جائز ہے اور انہوں نے بھی بحوالہ بالا صحیح مسلم والی حدیث سے ہی استناد کیا تھا۔ نیازی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کے ضمن ایک اہم سوال جو ہمارے سا آیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا آج جدید زمانے کی عورتیں جو بال ترشواتی ہیں مرد کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کام کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر عورت کی طرف سے یہ کوشش نہیں ہوتی کہ وہ مرد کی طرح دکھائی دے تو اسے اس عمل کی اجازت ہونی چاہیے۔

☆ **جائزہ** د کے جن علماء کی طرف جواز کا فتوی منسوب کیا گیا ہے۔ ان کا استناد بھی مذکورہ حدیث مسلم ہی ہے جس کے بارے ہم وضاحت کرنے والے ہیں۔

یہ تو علماء د کے فتوی کی حد تک رہا جبکہ نیازی صاحب نے جس بنیاد پر "اجازت ہونی چاہیے" کی بات کی ہے۔ اگر سبب صرف وہی ہوتا تو معا صاف تھا لیکن یہاں تو اس کے علاوہ بھی بعض امور موجود ہیں خصوصاً غیر مسلم عورتوں کی نقالی اور من تشبہ بقوم والی حدیث سے اس کی ممانعت۔

☆ لاہور سے شائع ہونے والے ایک نہایت علمی ہفت روزہ مجلہ "الاعتصام" کی جلد شمارہ ۳۶ بابت ۸ ستمبر ۱۹۸۹ کسی قاری کے ایک سوال کے جواب اس مجلہ کے اس وقت مدیر اور وف عالم دین حافظ صلاح الدین یوسف نے لکھا تھا کہ بے پردگی۔ مردوں سے تشابہ۔ لی تہذیب کی نقالی اور فیشن پرستی مقصود نہ ہو تو عورت پیچھے سے اپنے بال کاٹ سکتی ہے۔ یعنی پٹے بال ہوا اور رکھ سکتی ہے اور ان کا استدلال بھی صحیح مسلم والی حدیث سے ہی تھا اور انہوں نے شارحین مسلم امام نووی رحمہ اللہ کے تشریحی اقتباسات بھی نقل کئے تھے جن انہوں نے بھی جواز ذکر کیا ہوا تھا۔

☆ **جائزہ** استدلال کی اصل بنیاد یہاں بھی وہی حدیث مسلم ہی ہے لہذا اس کا تفصیلی جائزہ لینا ضروری ہے جس

سے بات صاف ہوجائے گی ۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے استاد گرامی حافظ ثناءاللہ مدنی حفظہ اللہ اور ایک فاضل محقق مولانا صغیر احمد شاغف بہاری حفظہ اللہ (مکہ مکرمہ) کاوہ تعاقبی مضمون اور مکتوب نقل کردیں جو کہ الاعتصام ہی کی جلد ۴۱ شمارہ ۴۵ بابت ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ میں مذکورہ جواب کے شائع ہونے کے جلد بعد ہی شائع ہوا تھا ۔ اور پھر برصغیر کے معروف عالم مولانا عبدالسلام بستویؒ کی کتاب "اسلامی صورت" کے بعض متعلقہ اقتباسات اور مفتی اعظم سعودی عرب کا فتوی بھی پیش کردیتے ہیں ۔

عورت معقول عذر کے بغیر سر کے بال نہیں کٹوا سکتی

اس عنوان کے تحت پہلے حافظ ثناءاللہ صاحب کا تعاقبی مضمون ہے جس میں تمہید کے طور پر موصوف لکھتے ہیں : بلا ریب ' الله خالق البشر القائل – "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" نے بنی نوع انسان کی زیبائش-زیب و زینت اور اس کا حسن اس کے سر کے بالوں میں رکھا ہے جو اس کی شخصیت کے لئے پروقار اضافہ کے علاوہ قلبی و ذہنی مسرت و شادمانی کا پیغام ہے ۔ اس بناء پر شریعت مطہرہ میں ان کی طہارت و نظافت کا بطور خاص حکم دیا ہے ۔ چنانچہ نبی الرحمۃ ﷺ کا فرمان ہے۔ "**من كان له شعر فليكرمه**" (ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ شریف ۲/۳۸۲) یعنی جس کے بال ہوں اسے چاہیے انہیں صاف ستھرا رکھے ۔ دوسری روایت میں ہے ۔ "**و يكثردهن رأسه و تسريح لحيته ويكثر القناع كان ثوب زيات**" (شرح السنہ بحوالہ مشکوۃ ۲/۳۸۱) آپ ﷺ کثرت سے سر پر تیل لگاتے اور کنگھی کرتے ۔ بسا اوقات پگڑی کے نیچے کپڑا رکھتے گویا کہ آپ ﷺ کا وہ کپڑا تیلی کا کپڑا ہے ۔

اسی حسن کو قائم و دائم رکھنے کے لئے سفید بالوں کو رنگنے کی تاکید فرمائی گئی۔ ارشاد نبویؐ ہے : غیروا الشیب اور دوسری روایت میں ہے : "**غيرواهذا بشيء و اجتنبوا السواد**" (مسلم ۲/۱۹۹) یعنی ابو قحافہ (جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد تھے) ان کے بالوں کو رنگ دو اور سیاہ کرنے سے بچو۔

یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو اسلام کی آمد سے قبل بھی فطرت انسانی میں مرکوز تھا۔ چنانچہ جاہلی شعراء کے دواوین وقصائد کو اٹھا کر دیکھیں ۔ خوبصورت لمبے گھنے سیاہ بالوں کی مدح و ثناء میں جابجا رطب اللسان نظر آئیں گے۔ (آگے مضمون میں عربی اشعار بھی ہیں جو کہ حذف کررہا ہوں) تاہم اسلام میں جہاں تک مرد کے بالوں کا تعلق ہے۔ اگرچہ بعض احادیث سے منڈوانے کا جواز ملتا ہے ۔ لیکن افضل و اولی امر یہ ہے کہ کہ بال رکھے جائیں ۔ صاف کرانے سے احتراز کیا جائے ۔

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا عملی نمونہ کتب احادیث میں ہمارے سامنے موجود ہے (جبکہ) (لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة) ۔ اللہ کا ارشاد حقیقت کی بنیاد ہے ۔ آپؐ کے بالوں کے وصف میں وارد ہے ' "**الى انصاف اذنيه ۔ وفى روايه – بين اذنيه و عاتقه**" (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ) آپؐ کے بال نصف کانوں تک اور ایک روایت کے مطابق کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ مجمع البحار میں اس اختلاف کی وجہ جمع یوں بیان ہوئی ہے کہ اس کو مختلف اوقات پر محمول کیا جائے گا۔ جب آپؐ بال کاٹنے میں تساہل برتتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے اور جب کاٹتے تو کانوں تک۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے بال رکھنے کا اندازہ اس حدبندی میں محدود ہے جبکہ عورتوں کو یہ ہیئت اختیار کرنی ممنوع ہے ۔ جس طرح کے مردوں کو عورتوں سے تشابہ اختیار کرنا بھی ناجائز ہے (آگے مضمون میں اللہ اور

اس کے رسول ﷺ کی لعنت والی دو احادیث ہیں جو ہم پہلی اور دوسری شکل کے ضمن میں ذکر کر آئے ہیں ۔)

باقی رہا ازواج مطہرات کا طرز عمل کہ وہ اپنے بالوں کو کاٹتی تھیں۔ اس بارے میں وارد روایت کا قدرے تفصیل سے جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

معرض استدلال روایت پہلے اصل روایت ملاحظہ فرمائیں ۔" کان ازواج النبی ﷺ یأخذن من رؤوسھن حتی تکون کالوفرۃ "(صحیح مسلم کتاب الطھارۃ ۔باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ (۱/ ۱۴۸) یعنی ازواج مطہرات اپنے بالوں سے لیتی (کاٹتیں) تھیں حتی کہ وہ وفرہ (کانوں تک پٹوں) کی مانند ہوتے۔

مصنف نے کلام ہذا حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن تابعی سے نقل کیا ہے ۔اس میں لفظ یاخذن کا ترجمہ ضروری نہیں کہ کاٹنا ہی ہو ۔احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ وہ اپنے بالوں کا خاص انداز سے جوڑا بنالیتی تھیں جو " فرہ" کی شکل میں نظر آئے ۔مسائل طہارت سے اس معنی کی مناسبت بھی ہے۔ عورتیں عموماً غسل کے موقع پر ایسا کرتی ہیں ۔

پھر مصنف کا اس کے مناسب محل و مقام پر ذکر نہ کرنا بھی سارے مدعا کا مؤید ہے جبکہ صحیح مسلم اپنے حسن ترتیب اور سہل الأخذ ہونے میں معروف ہے ۔دوسری بات یہ ہے کہ شرع میں وفرہ لمہ اور جمہ (اہل فن کے صحیح قول کے مطابق وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں تک ہوں ۔کندھوں تک لمہ اور اس سے تجاوز کرنے والے بالوں کو جمہ کہا جاتا ہے) بالوں کے یہ اوصاف صرف مردوں کے لئے بیان ہوتے ہیں عورتوں کے لئے نہیں ۔

یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بال حقیقۃً وفرہ نہ تھے صرف دیکھنے کو وفرہ معلوم ہوتے تھے۔ اس لئے یہاں کاف تشبیہ سے تعبیر کی گئی ہے۔"کالوفرہ" یعنی وفرہ جیسے تھے ۔اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یاخذن کا معنی کاٹنا ہے تو یہ ازواج مطہرات کا خاصہ ہوگا کیونکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی حیثیت معتدات (مدت گزارنے والیوں) جیسی تھی ۔قرآن مجید میں ہے ۔(وما کان لکم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابداً — ان ذالکم کان عندالله عظیم)ا (سورۃ الاحزاب : ۵۳) اور تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات سے کبھی نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے ۔

آیت احزاب میں مذکورہ حکم کے پیش نظر ازواج النبیؐ نے سادگی اور ترک زینت کو ضروری سمجھ کر فعل ہذا کا ارتکاب کیا ہو تاکہ کلی طور پر نکاح کے دواعی سے قطع و یاس ہو سکے ہر دو صورت میں امام نوویؒ کا قول" وفیه دلیل علی جواز تخفیف الشعور للنساء " کہ اس میں عورتوں کے لئے بال ہلکے کرنے کی دلیل ہے ۔اس کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے انکا استدلال درست نہیں ۔بالخصوص جبکہ خود بھی وہ قاضی (عیاض کے مؤقف) کو درست قرار دے رہے ہیں۔ نیز اس میں تغیر لخلق اللہ اور مثلہ کا شائبہ بھی موجود ہے۔ جو اس فعل سے مانع ہے۔ واللہ اعلم ۔

عام حالات میں اگر عورت کو بال کاٹنے کی اجازت ہوتی تو میرے خیال میں کم از کم حج کے موقع پر اس کو سر مونڈنے کا حکم ضرور ہونا چاہیے تھا تاکہ **اللھم ارحم المحلقین** کی سعادت سے محروم نہ رہتی ۔اس کے برعکس معاملہ یہاں تک محدود ہے کہ ماسوا چند بالوں کے سر کی تقصیر کی بھی اجازت نہیں تو عام حالات میں بلاوجہ بال کاٹنے کیسے

جائز ہوں گے ؟ ہرگز نہیں ..

البتہ کسی معقول علت و عذر کی بناء پر یہ فعل جائز ہے جیسے حضرت میمونہؓ نے بیماری کی وجہ سے سر منڈا دیا۔(وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطر رتم الیه) (الانعام : ۱۱۹) تفصیلی واقعہ صحیح ابن حبان میں گیارہویں نوع اور پانچویں قسم میں موجود ہے۔ آگے چل کر علامہ البانی کی عدم تشبہ کی شکل میں جواز والی رائے کو بلا دلیل قرار دیتے ہوئے خلاصہ کے طور پر لکھا ہے۔ دراصل ہمارے ماحول اور معاشرہ میں آج کل جو کچھ نظر آرہا ہے ۔اسلامی تہذیب وتمدن کا قطعاً اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خالصتاً مغربی اور استعماری تہذیب و تقلید کا نتیجہ ہے۔ جس کی یلغار میں بڑے بڑے لوگ بھی خس و خاشاک کی طرح بہتے نظر آرہے ہیں ۔(نعوذ باللہ من ھذا الفتن...... ہفت روزہ الاعتصام مذکورہ بالابصرف یسیر)

ایک مکتوب - برید حرم ہفت روزہ الاعتصام کے اس شمارے میں مذکورہ بالا مضمون کے آخر میں فاضل محقق مولانا ابوالاشبال شاغف (مکہ مکرمہ) کا مکتوب بھی شائع ہوا اور وہ بھی ہمارے موضوع سے متعلقہ ہی تھا۔ اس میں موصوف نے ایک شکل میں جواز کا فتوی دینے والے مدیر مذکور کو لکھا کہ :

بیشک (امام) نوویؒ اور دوسرے حضرات نے حضرت عائشہؓ والی مسلم کی روایت سے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میری رائے اس کے خلاف ہے کیونکہ حدیث عائشہؓ میں جو علت موجود ہے یعنی بعد وفات رسول کریم ﷺ انہوں نے ایسے کیا تو اس حدیث سے استنباط بدون علت' از روئے اصول فقہ جائز نہیں ۔

البتہ اس حدیث سے ان بیوہ عورتوں کے لئے جواز کی دلیل تو لی جاسکتی ہے جو (دوبارہ) شادی کرنے کی بوجہ مجبوری خواہش مند نہ ہوں۔ بصورت دیگر اس سے جواز عام کی صورت محض مقلدانہ اندھاپن ہے جو اگلوں نے لکھ دیا اگرچہ ان سے اس نص کے سمجھنے میں سہو ہوا اور ان کے بعد آنے والے آنکھ بند کر کے اسی پر فتوی صادر کرتے چلے گئے۔ پھر اس حدیث عائشہؓ پر خیر القرون کی عورتوں یعنی امہات المؤمنین کے علاوہ دیگر صحابیات اور تابعیات اور اس کے بعد میں اس پر عمل ہوا ہے یا نہیں ؟ کم از کم میری نظر سے تو اس پر عمل کرنے کا ثبوت نہیں گزرا۔

رہی یہ بات کہ عدم جواز کی بھی کوئی روایت ثابت ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں یہ عملی تواتر از عہد صحابیات تا ایندم کافی ہے ۔البتہ مزید معلومات کے لئے کتب احادیث و فقہ کی ورق گردانی کی ضرورت ہے ۔ (حوالہ بالا ایضاً)

مثلہ مثلہ کا اصل معنی تو ہے کہ میدان جہاد وقتال میں کام آنے والوں کے ناک کان کاٹنا جس سے نبی ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ وہ چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو ۔ حتی کہ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے۔" قاتلوا من کفر بالله لا تغلوا ولا تمثلوا" کافروں سے جہاد کرو ۔غنیمت کا مال مت چراؤ اور مثلہ مت کرو۔

امام نوویؒ نے عورتوں کے سر کے بال منڈوانے کو بدعت اور ان کے حق میں مثلہ قرار دیا ہے (المجموع شرح المھذب : ۸ / ۱۵۰) اور جیساکہ پہلے گذرا ہے کہ عورتوں کا اپنے بالوں کو کاٹنا مثلہ سے خالی نہیں بلکہ بعض احادیث اور فقہاء کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی مثلہ ہے ۔ مثلاً معجم طبرانی میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے ۔اس میں ہے "لا من مثل بالشعر فليس له عندالله خلاق" ۔جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اس کے لئے

اللہ کے پاس(اخروی جزا سے)کوئی حصہ نہیں ہے۔

مولانا بستوی کی تحقیق

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مولانا عبدالسلام بستوی نے اپنی کتاب " اسلامی صورت " میں لکھا ہے ۔یہ حدیث عام ہے ۔خواہ خواتین ہوں یامرد ۔اگر عورتیں سر کے بال کتروائیں یامنڈوائیں گی تو اس روایت کے تحت داخل ہوں گی .... الخ (ص ۴۳)

اورفقہاء میں سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے :لان حلق الشعرفی حقها مثلة كحلق اللحية فی حق الرجال (ہدایہ) عورتوں کے حق میں سر کےبال منڈوانا مثلہ ہے۔جیسے مردوں کےبارے میں ڈاڑھی منڈوانامثلہ ہے ۔فقہ حنفی کی اس کتاب کی طرح ہی روح البیان اور بحر الرائق میں بھی عورتوں کے سر منڈوانے کومثلہ کیاگیاہے۔(بحوالہ بالا) اب کہا جاسکتاہے کہ سر منڈوانا تومثلہ ہوگا جبکہ یہ خواتین سر منڈواتی تو نہیں بلکہ اگلے حصے کے یاسارے سر کےبال کٹواتی یا کاٹتی ہیں تواس کاجواب سابقہ الفاظ میں ہی موجودہے کہ اگر وہ سر کےبال منڈوائیں تومثلہ ہوتا۔وہ کچھ حصے کی بال کاٹتی ہیں ۔اسی لئے کہاگیا ہے کہ ان کایہ فعل مثلہ کے شبہ کے ضمن میں آیا ہے لہذا ناجائز ہے۔

مفتی اعظم سعودی عرب کافتوی

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ محمد بن ابراہیمؒ کافتوی ہے کہ عورتوں کے لئے اپنے سر کےبال کاٹنا یامنڈوانا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث میں حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں :"نهى رسول الله صلى الله وسلم ان تحلق المرأة رأسها" (رواہ النسائی و ابن جریر)"نبی ﷺ نے عورتوں کے سر کےبال منڈوانے سے منع فرمایاہے"۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ جب آپؐ کسی چیز سے منع فرمادیں تووہ چیز حرام ہوتی ہے ۔الا یہ کہ بعد میں کوئی دوسرا حکم نازل و صادر ہوجائے اورملا علی قاری کی المرقاۃشرح مشکوۃ سےان کاقول نقل کیاہے کہ" عورت کو سر منڈوانے سےاس لئے منع کیا گیا ہے کہ جس طرح مردوں کے لئےڈاڑھی خوبصورتی اوراسلام کی نشانی ہےاسی طرح عورتوں کے لئے چوٹی حسن و زیبائی اور اسلام کی علامت ہے ۔(مجموع فتاوی شیخ محمدبن ابراہیم ۲/ ۴۹ نیزدیکھئے تنبيهات على احكام تختص بالموضات تالیف الشیخ ڈاکٹر صالح الفوزان-ماہنامہ آثار جدید مئوناتھ بھنجن جلد ۸ شمارہ۸/ ۹ مشترکہ)

خلاصہ کلام جن حضرات نے بھی جوازکی رائے دی ہےان کا استدلال صحیح مسلم کی حدیث عائشہؓ سے ہےاورسابقہ سطور سے ثابت ہوتاہے کہ ان کااس حدیث سے استدلال صحیح نہ ہے۔لہذاجوازکی رائے بھی صحیح نہیں ہوئی ۔

اور اس قسم کا فیشن جن عورتوں میں رواج پارہاہے ۔ان میں بے پردگی اور مغربی تہذیب کی نقالی کچھ اس حد تک عام ہوچکی ہے کہ اسے یہ معنی دینا بھی کافی دشوارہے کہ وہ صرف اپنے شوہر کے لئے آرائش و زیبائش اور بناؤ سنگھار کی خاطر ایساکرتی ہوں گی ۔کیونکہ آج بازاروں کی رونق اور چہل پہل صرف ایسی خواتین ہی کے دم قدم سے ہے جوکہ سراپا فتنہ بن کر بےحجاب وبے محابا بازاروں اور مخلوط تقریبات میں پائی جاتی ہیں ۔ایسی صورت کو بھلا شوہر کے لئے تزئین کیسے کہاجاسکتا ہے؟